# تزکِ بابری

از

(جناب محمد رحیم صاحب دہلوی)

## (۱۱)

(سلسلہ کے لئے ملاحظہ فرمائیے برہان بابتہ ماہ اکتوبر ۵۶ء)

## ۹۰۴ھ کے حالات

**خجند میں** سمرقند اور اندجان لینے کی دوبارہ کوشش کی لیکن کام نہ بنا۔ اس لئے پھر خجند چلا گیا۔

خجند چھوٹی سی جگہ ہے۔ سو دو سو آدمیوں کا سردار ہو تو وہ بھی وہاں مشکل سے گذر بسر کر سکتا ہے پھر جیسے سلطنت کا دعویٰ ہو۔ اس کی گذر وہاں کس طرح ہو۔

**محمد حسین مرزا سے عارضی قیام کی درخواست** سمرقند لینے کے خیال سے محمد حسین گورگان دغلت کے پاس آدمی بھیجے۔ وہ اوراتیبہ میں تھا۔ یار ایلاق کے دیہات میں سے پشاغرج۔ جو پہلے حضرت خواجہ کے قبضے میں تھا۔ لڑائی جھگڑوں میں اس کے ہاتھ لگ گیا تھا۔ اس سے کہلا کر بھیجا کہ جاڑے میں ہمیں وہاں عارضی ٹھیرنے کی اجازت دے دے۔ تاکہ وہاں سے سمرقند پر چڑھائی کی جا سکے۔ وہ راضی ہو گیا۔

**رباط خواجہ پر حملے کی تیاریاں** خجند سے پشاغرج چلے۔ جب زامین[2] پہنچے تو مجھے بخار آ گیا۔

میں بخار میں ہلہلاتا ہوا زامین سے مار امار پہاڑی راستہ طے کر کے رباط خواجہ[3] پہنچا۔ ارادہ یہ تھا کہ چپ چپاتے سیڑھیاں لگا کر فصیل پر جا چڑھیں گے۔ اور خواجہ رباط کے قلعے کو جو شادوار کا صدر مقام ہے چھین لیں گے۔

ہم نماز کے وقت وہاں پہنچے۔ لیکن وہاں کے لوگ ہوشیار ہو گئے۔ اس لئے اُلٹے پاؤں واپس لوٹنا پڑا۔

---

[1] مطابق ۱۴۹۸ء [2] زامین [3] رباط خواجہ، سمرقند کے مغرب میں ہے۔

**بخارا میں ۵۶ میل کا سفر** | وہاں سے کہیں ٹھیرے بغیر لشاغرج پہنچے۔ بخار کے سبب ۵۶ [۱] میل کا وہ راستہ بڑی مصیبت اور تکلیف سے طے ہوا۔

**سید یوسف پر حملے** | چند روز بعد ابراہیم سارو۔ شیرم طغائی۔ ویس لاغری اور کچھ امیروں، مصاحبوں اور ملازموں کو دہارا کرنے بھیجا۔ تاکہ یار ایلاق کے قلعوں کو چھین لیں۔ خواہ وہ صلح صفائی سے حاصل ہوں یا انھیں تلوار کے زور سے لیا جائے۔

ان دنوں یار ایلاق پر سید یوسف کا قبضہ تھا۔ میں جب سمر قند سے آیا تو وہ وہیں رہ گیا۔ سلطان [۲] علی مرزا نے بھی اس کے ساتھ رعایت برتی۔ اور یوسف نے اپنے چھوٹے بھائی اور اپنے بیٹے کو یار ایلاق کے قلعوں کا انتظام سونپ دیا۔

احمد یوسف بھی جو، اب سیالکوٹ کا حاکم ہے ان قلعوں میں تھا۔ میری فوج نے جاڑے بھر بعض قلعوں کو صلح سے بعض کو لڑ بھڑ کے اور بعض کو دھوکے اور فریب سے چھین لیا۔

ازبکوں اور مغلوں کے ڈر سے ملک میں کوئی گاؤں بھی ایسا نہ تھا جس میں قلعہ نہ ہو۔

**یار ایلاق میں ناکامی** | سید یوسف بیگ، اس کا چھوٹا بھائی اور اس کا لڑکا ہم سے بدگمان ہو گئے تھے۔ انھیں خراسان بھیج دیا۔

یار ایلاق میں ہمارا وقت ان ہی لڑائی جھگڑوں میں گزرا اور بے کار گذرا۔

**جبری صلح کرنی پڑی** | گرمی آئی تو دشمنوں نے خواجہ یحیٰی کو صلح کے لئے بھیجا۔ اور خود بھی لشکر کشی کے ارادے سے شیراز اور کابر [۳] کے آس پاس پہنچ گئے [۴]

میرے پاس دو سو سے زیادہ اور تین سو سے کم سپاہی ہوں گے۔ چاروں طرف سے دشمنوں کا ہجوم تھا

---

[۱] مسٹر جان لیڈی نے ۱۴ فرسنگ لکھی ہیں [۲] بابر جب سمرقند چھوڑ کر اندجان چلا گیا تو علی مرزا بخارا سے چلا اور سمرقند پر قبضہ کر لیا [۳] مسٹر جان لیڈی نے نوٹ میں اس کو کیدو لکھا ہے اور ایک قلمی نسخے میں کابد ہے۔

[۴] مسٹر جان لیڈی نے یہ فقرہ یوں لکھا ہے کہ " موسم بہار میں جب سلطان علی مرزا اپنے لشکر کے ساتھ شیراز اور کابد کی طرف چلا تو خواجہ یحیٰی کو صلح کے لئے میرے پاس بھیجا۔

اس لئے اندجان واپس جانے میں نصیب نے یاوری نہ کی۔ اور کوئی تدبیر بن نہ پڑی۔ مجبوراً صلح کرنی پڑی اور بشاغرح واپس جانا پڑا۔

**بے وطنی اور آوارہ گردی** خجند چھوٹی سی جگہ ہے۔ اس میں مشکل سے کسی سردار کی گذر ہوسکتی ہے دو ڈیڑھ برس مجھے وہاں ٹھیرنا پڑا۔ وہاں کے مسلمانوں نے جہاں تک ممکن ہوا پیسہ بھی دیا اور خدمت بھی کی۔ اب دوسری دفعہ خجند کس منہ سے جاتا اور خجند جاتا بھی تو کیا کرتا اسی تردد اور پریشانی کے سبب ان ایلاق میں چلا گیا۔ جو اوراتیپہ کے جنوب میں ہیں۔ اور وہاں حیران و پریشان، بے ٹھکانے اور بے آسرا کچھ دن گذارے۔

**خواجہ ابو المکارم سے ملاقات** وہیں ایک دن خواجہ ابو المکارم ملنے آیا۔ وہ بھی میری طرح جلاوطن ہوکر آوارہ گردی کر رہا تھا۔ میں نے اس سے پوچھا۔ کیا کروں اور کیا نہ کروں۔ یہیں ٹھیروں یا کسی طرف نکل جاؤں

**آنسوؤں کی لڑیاں** اُسے بہت رنج ہوا اور وہ میری حالت زار پہ رو دیا۔ اور فاتحہ پڑھ کر چلا گیا۔ میرا دل بھی بھر آیا۔ اور میں رونے لگا۔

**یول جوق خوشخبری لایا** اسی دن ظہر کا کچھ وقت باقی تھا کہ یکایک پہاڑ کے درّے میں سے ایک سوار نمودار ہوا۔ وہ علی دوست طغائی کا نوکر یول جوق تھا۔ علی دوست نے اس کے ہاتھ پیغام بھیجا تھا۔ کہ میں نے گو خطائیں کی ہیں۔ مگر امیدوار ہوں کہ خدا کے لئے میرے گناہ بخش دیجئے۔ اور یہاں تشریف لے آئیے۔ میں مرغینان نذر کر کے حقِ خدمت ادا کروں گا۔ تاکہ میرے گناہ دھل جائیں اور شرمندگی جاتی رہے۔

**مرغینان کی طرف** ایسی حیرانی پریشانی میں جو یہ خوشخبری ملی۔ تو میں نے ذرا سی بھی دیر نہ کی۔ مغرب کا وقت ہو گیا تھا۔ اسی وقت مرغینان روانہ ہوا۔

**تنگ آب میں پڑاؤ** وہاں سے مرغینان کا فاصلہ ۹۶[1] میل ہوگا۔ اس ساری رات اور دوسرے دن ظہر تک کہیں نہ ٹھیرے۔ چلتے ہی رہے۔ ظہر کے وقت تنگ آب[2] نام کے گاؤں میں اُترے۔ وہ خجند کے

---

۱ مسٹر جان لیڈی نے یہ فاصلہ تقریباً ۹۶ یا ۱۰۰ میل لکھا ہے ۲ تنگ آب

علاقے میں ہے۔

**طوفانی سفر** گھوڑوں کو دانہ کھلایا اور ذرا سستائے۔ پھر آدھی رات کو نقارے کے وقت تنگ آب سے چل نکلے۔ اس آدھی رات کو صبح تک۔ دوسرے دن، دن بھر اور پھر دوسری رات کو صبح ہونے سے ذرا پہلے تک چلتے رہے۔

**ویس بیگ کا اندیشہ** جب مرغینان چار میل رہ گیا۔ تو ویس بیگ نے عرض کیا۔ کہ علی دوست وہی تو ہے۔ جس نے بے حد برائیاں کی ہیں۔ بیچ میں نہ کوئی آدمی ایک دو دفعہ آیا گیا۔ نہ عہد و پیمان ہوئے۔ نہ بات چیت ہوئی۔ پھر کس بھروسے پر ہم وہاں جا رہے ہیں؟

**اور کوئی آسرا نہ تھا** اس میں شک نہیں کہ یہ اندیشہ بے وجہ نہ تھا۔ تھوڑی دیر ٹھیرے۔ آپس میں صلاح مشورہ کیا۔ آخر یہی طے ہوا کہ یہ اندیشہ گو صحیح ہے مگر پہلے سوچنا چاہیے تھا۔ تین چار دن تکلیف اُٹھائی کہیں دم نہ لیا۔ سو میل چل کر آ گئے۔ نہ گھوڑوں میں دم ہے۔ نہ آدمیوں میں سکت ہے۔ اس صورت میں یہاں سے کیسے پھریں۔ اور جائیں بھی تو کہاں جائیں۔ جب یہاں تک آ گئے ہیں تو اب چلنا ہی چاہیے خدا جو چاہے گا وہی ہوگا۔

چناں چہ خدا پر توکل کر کے روانہ ہوئے۔

**علی دوست سے عہد و پیمان** صبح کی نماز کا اول وقت تھا۔ جو ہم مرغینان کے قلعے کے دروازے پر پہنچے علی دوست طغائی دروازے کے پیچھے کھڑا تھا۔ اس نے دروازہ بند رکھا۔ اور عہد و پیمان کی التجا کی۔ عہد و پیمان کے کے بعد اس نے دروازہ کھولا اور خدمت میں حاضر ہوا۔

**اوزون اور تنبل کا ظلم و ستم** علی دوست سے ملنے کے بعد ہم قلعے کے اندر ایک مناسب مکان میں اُترے میرے ساتھ اس وقت چھوٹے بڑے دو سو چالیس آدمی تھے۔

دراصل مجھے اس لئے بلایا گیا تھا۔ کہ اوزون حسن اور احمد تنبل نے رعیت پر بہت زیادہ ظلم و ستم برپا کر رکھے تھے۔ اس لئے تمام اہلِ ملک نے مجھے بلانے کی خواہش کی تھی۔

**قاسم بیگ کی یلغار** مرغینان پہنچنے کے دو تین دن بعد ان لوگوں میں سے جو بشاغرج میں نئے نئے بھرتی

کئے تھے اور علی دوست[1] بیگ کے نوکروں میں سے سو سے زیادہ آدمیوں کو قاسم بیگ کے ہمراہ اندجان کے جنوب کی طرف بھیجا۔ تاکہ وہاں اشپاریوں۔ توروق شاریوں اور جکراکون[2] جیسی پہاڑی قوموں سے تعلق پیدا کیا جائے۔ اور دریائے خجند سے پار اتر کر وہاں کے قلعوں کو لے لیا جائے۔ اور وہاں کے پتاری لوگوں کو جس طرح ہو سکے ہماری طرف مائل کیا جائے۔

اوزون اور تنبل کا حملہ | کچھ دن بعد اوزون حسن اور سلطان احمد تنبل نے جہانگیر مرزا سمیت جتنی فوج تھی اس کو ساتھ لیا۔ کچھ مغلوں کو اکٹھا کیا۔ اور آخشی اور اندجان سے جتنا لشکر مل سکا اس کو سمیٹا اور مرغینان پر حملہ کرنے آئے۔ اور مرغینان کی مشرقی جانب دو ڈیڑھ میل کے فاصلے پر سنان[3] نامی گاؤں میں ٹھیرے وہ ایک روز ستائے۔ پھر سامان درست کر کے مرغینان کے آس پاس کے مقامات پر آدھمکے۔

میدان جنگ میں | قاسم بیگ، ابراہیم سارو اور ویس لاغری جیسے سرداروں کو دو طرف دھاوے کے لئے بھیجا جا چکا تھا۔ اور میرے پاس تھوڑی سی فوج رہ گئی تھی۔ پھر بھی میں اسی کو ٹھیک ٹھاک کر کے نکلا۔ اور میرے ساتھیوں نے دشمنوں کو آگے نہ بڑھنے دیا۔

خلیل چہرہ کی بہادری | اس دن خلیل چہرہ دستار پیچ خوب لڑا اور کامیاب ہوا۔ دشمن کچھ نہ بنا سکے اور دوسری دفعہ انھیں شہر کے قریب آنے کا حوصلہ نہ ہوا۔

قاسم بیگ کی کمک | قاسم بیگ جو اندجان کے جنوب کی طرف پہاڑی ملک میں گیا ہوا تھا اشپاریوں، توروق شاروں، چکرکوں اور وہاں کی رعایا کو جن میں دیہاتی، جنگلی، پہاڑی اور خانہ بدوش قومیں تھیں اپنے ساتھ لئے ہوئے آپہنچا۔

دشمن کے سپاہی آملے | دشمن کے سپاہیوں میں سے بھی ایک ایک دو دو آدمی بھاگ کر آنے شروع ہو گئے۔

قلعوں پر قبضہ | ابراہیم سارو اور ویس لاغری وغیرہ نے جو دریا پار کر کے آخشی کی طرف گئے تھے قلعہ باب پر اور دو ایک اور قلعوں پر قبضہ کر لیا۔

اوزون اور تنبل سے رعیت کی بیزاری | اوزون حسن اور تنبل، ظالم، فاسق اور کافر دش آدمی تھے ساری رعیتان سے

---

[1] میر دوست بیگ۔ [2] جکراگ [3] سیان یا سیان۔

ناراض تھی۔

**حسن دیگچی کا کارنامہ** آخشی کے امرائیں سے حسن دیگچی نے اپنے گروہ کے ساتھ کچھ غنڈوں اور لفنگوں کو ملا کر بلوے پر آمادہ کر لیا۔ اور ان سب نے ان لوگوں کو جو آخشی کے سنگین قلعے میں تھے مارتے مارتے محل شاہی کے اندر دھنسا دیا۔ اور ابراہیم سارو، ویس لاغری، سیدی قرا اور ان کے ساتھ جو سردار تھے ان سب کو قلعے میں داخل کر لیا۔

**ماموں نے کمک بھیجی** سلطان محمود خاں نے بندے علی اور اپنے دودھ شریک بھائی حیدر اور حاجی غازی منسغت[1] کو ہماری مدد کے لئے بھیجا۔ منسغت اسی زمانے میں شیبانی خاں کے پاس سے بھاگ کر خان[2] کے پاس پہنچا تھا۔ قبیلۂ بارین[3] کے امرا بھی ان کے ساتھ بھیجے گئے تھے۔ یہی موقعہ تھا کہ یہ کمک آن پہنچی۔

**اوزون حسن کی پریشانی** اوزون حسن یہ خبر سنتے ہی گھبرا گیا۔ جن لوگوں کو اس نے بڑھایا تھا اور جو اس کو کام دے سکتے تھے۔ ان سب کو آخشی کے محل شاہی کی کمک پر متعین کر کے بھیج دیا۔ وہ لوگ صبح دریا کنارے پہنچے۔

**نقشۂ جنگ** ہمارے اور مغلوں کے لشکروں کو ان کا حال معلوم ہوا تو کچھ آدمیوں کو حکم دیا گیا کہ اپنے گھوڑوں سے سامان اُتار دیں اور دریا کے پار اُتر جائیں۔

**دشمن پیچھے ہٹا** دشمن کی جو فوج کمک کو پہنچی تھی۔ وہ گھبرا گئی۔ اور کشتی کو اوپر نہ کھینچ سکی۔ جب وہ فوج قلعے میں نہ جا سکی تو جس راستے سے آئی تھی۔ اپنی جان بچا کر اسی راستے سے پیچھے ہٹ گئی۔

**زبردست حملہ** ہماری اور مغلوں کی فوج میں سے جو جہاں تھا۔ وہیں سے گھوڑوں کی ننگی پیٹھوں پر سوار ہو کر حملہ آور ہوا۔

**بختی کی حیوانیت** کشتی میں جو لوگ تھے وہ ذرا بھی نہ لڑ سکے۔

---

[1] منسغت [2] سلطان محمود خاں کی طرف اشارہ ہے [3] بارین

قارلوغاج بخشی نے مغل بیگ کے ایک لڑکے کو بلایا۔ اور اس کا ہاتھ تھام کر تلوار سے اس کا کام تمام کر دیا۔

کام پہلے ہی بگڑ چکا تھا۔ اس لئے ان باتوں سے کچھ حاصل نہ ہوا۔

اوزون کے ساتھیوں کا قتل عام | کشتی والوں کی اکثریت قتل ہوئی۔

جو لوگ دریا میں تھے۔ خشکی پر لائے گئے اور ان سب کو مار ڈالا۔

اوزون حسن کے معتبر آدمیوں میں سے قارغلاج بخشی، خلیل دیوانہ اور قاضی غلام تھے ان میں سے قاضی غلام اس بہانے بچا کہ غلام تھا۔

سپاہیوں میں سے سید علی جو، اب میرے پاس بڑھا چڑھا ہوا ہے اور حیدر قلی تلکہ کاشغری وغیرہ پانچ چھ آدمی تھے جو ستر اسی آدمیوں میں سے بچے۔

اوزون اور تنبل کی پسپائی | دشمن یہ خبر بد سن کر مرغینان کے آس پاس نہ ٹھیر سکے اور بڑی بے سروسامانی سے اندجان بھاگے۔

اوزون کا بہنوئی مجھ سے آملا | وہ اندجان میں ناصر بیگ کو چھوڑ آئے تھے۔ وہ اوزون حسن کا بہنوئی تھا اور اگر اس کا ثانی نہ تھا تو ثالث ضرور تھا۔

وہ تجربے کار آدمی تھا۔ اور بہت بہادر تھا۔ ان حالات کو سن کر اور اپنے ساتھیوں کی کمزوری محسوس کر کے اس نے اندجان کے قلعے کے دروازے ان پر بند کر دئے اور مرے پاس آدمی بھیجا۔

اوزون اور تنبل کی علیحدگی | دشمن جب اندجان پہنچے اور قلعہ بند پایا تو کوئی فیصلہ نہ کر سکے اور سب تتر بتر ہو گئے۔[1]

اوزون حسن تو اپنے وطن آخشی چلا گیا اور سلطان احمد تنبل اپنے وطن اوش روانہ ہوا۔

جہانگیر، اوزون کی بجائے تنبل کے پھندے میں | جہانگیر مرزا کو اس کے حاشیے بردار اور ملازمین اوزون حسن سے علیحدہ کر کے تنبل کے پاس لے بھاگے اور تنبل اوش نہ پہنچنے پایا تھا کہ وہ لوگ اس سے جا ملے۔

اندجان پھر ہاتھ آگیا | مجھے جیسے ہی معلوم ہوا کہ اندجان کی رعیت میری طرف دار ہے۔ میں تامل کئے بغیر

---

[1] دشمن جب اندجان پہنچے اور انھیں معلوم ہوا کہ قلعے والے میرے ساتھ ہیں تو کسی فیصلے پر نہ پہنچ سکے اور تتر بتر ہو گئے

اندجان چلا۔ سورج نکلتے ہی روانگی ہوئی۔ دن ڈھلے اندجان پہنچا۔

ناصر بیگ اور اس کے دونوں بیٹے دوست بیگ اور میرم بیگ حاضر ہوتے۔ میں ان سے ملا۔ اور ان کا حال پوچھا۔ ان پر عنایت و مہربانی کی۔ اور لطف و کرم کا امیدوار بنایا۔

تقریباً دو برس ہوتے باپ دادا کا ملک ہاتھ سے نکل گیا تھا۔ خدا کے فضل سے ذیقعدہ[1] ۹۰۴ھ میں پھر فتح ہوا۔

تنبل اوش سے نکالا گیا | سلطان احمد تنبل، جہانگیر مرزا کو لے کے اوش گیا تھا۔ وہ جو وہاں پہنچے تو وہاں کے غنڈوں اور لفنگوں نے لاٹھیاں مار مار کے انھیں اوش سے باہر نکال دیا۔ اور قلعے کو میرے لئے بچا لیا اور میرے پاس آدمی بھیجا۔

تنبل اورکند چلا گیا | جہانگیر اور تنبل حیران و پریشان چند آدمیوں کے ساتھ اوش سے اورکند چلے گئے

اوزون کا تعاقب | اوزون حسن جب اندجان نہ جا سکا۔ تو آخشی چلا گیا۔ مجھے بھی خبر ملی کہ وہ آخشی پہنچ گیا۔

مفسدوں کا سرغنہ اور فساد کی جڑ وہی تھا۔ اس لئے اس کا حال سننے کے بعد میں اندجان میں چار پانچ دن سے زیادہ نہ ٹھیرا اور آخشی چلا۔

اوزون کی ہار | میں آخشی پہنچا۔ تو اس سے کچھ بن نہ پڑا۔ عہد و امان کا طلب گار ہوا۔ اور قلعہ میرے حوالے کر دیا

آخشی اور کاشان پر قبضہ | میں چند روز آخشی ٹھیرا اور آخشی اور کاشان کا اچھی طرح انتظام کیا اور وہاں کے تمام کام ٹھیک ٹھاک کئے۔ پھر ان مغل امرا کو رخصت کیا جو میری مدد کو آئے تھے۔

اوزون کی سیاسی زندگی کا خاتمہ | میں اپنے ساتھ اوزون حسن کو اس کے اہل و عیال اور متعلقین سمیت اندجان لے[2] آیا۔ اس سے عہد کر لیا تھا۔ اس لئے اس کے جان و مال کو کوئی نقصان نہیں پہنچایا۔ اور قرانگین[3] کے

---

[1] جون ۱۴۹۹ء [2] مسز جان لیڈی کے ترجمے میں یہ فقرہ بھی درج ہے کہ مد قاسم ایوب کو جو ادنیٰ سرداروں میں سے تھا اور اعلیٰ درجے پر پہنچ گیا تھا چند دن کے لئے آخشی کا حاکم بنا دیا۔ [3] قیرتگین یا قیرانگین۔

راستے اُسے حصار جانے کی اجازت دے دی۔ وہ اپنے تھوڑے سے آدمیوں کے ساتھ حصار چلا گیا۔

دشمنوں نے دوستی کی نقاب اوڑھی | اس کے بہت سے نوکر چاکر جو باقی رہ گئے۔ وہ میرے پاس ٹھیر گئے۔ یہی وہ لوگ تھے۔ جنہوں نے میرے اور خواجہ قاضی کے ساتھیوں کو لوٹا اور تباہ کیا تھا۔

لوٹ کا مال | چند امیروں نے متفقہ طور پر مجھ سے کہا کہ یہی وہ لوگ ہیں۔ جنہوں نے ہمارے ساتھ برائیاں کی ہیں۔ اور ہمارے مسلمان ساتھیوں کو لوٹا ہے اور برباد کیا ہے۔ پھر انھوں نے اپنے آقاؤں کے ساتھ کون سا اچھا سلوک کیا ہے جو اب ہمارے ساتھ اچھا برتاؤ کریں گے۔ ہم انھیں لوٹ لیں یا گرفتار کر لیں تو کوئی ہرج نہیں ہے۔ خصوصاً اس حالت میں کہ یہ ہماری آنکھوں کے سامنے ہمارے گھوڑوں پر سوار ہوتے ہیں۔ ہمارے کپڑے پہنتے ہیں اور ہماری ہی بکریاں کاٹ کاٹ کے کھاتے ہیں۔ ان کے یہ ستم ہم کس طرح برداشت کریں؟

رحم و کرم کے سبب انھیں تباہ و برباد نہ کیا جائے اور انھیں گرفتار نہ کیا جائے۔ تو کم از کم اتنا تو ضرور ہونا چاہیئے۔ کہ جن لوگوں نے لڑائیوں اور مصیبتوں میں ہمارا ساتھ دیا ہے۔ انھیں اجازت دے دی جائے کہ ان کا جو سامان موجود ہے وہ اسے پہچان کر واپس لے لیں۔ اتنی سی بات میں ان کا پیچھا چھوٹ جائے۔ تو انھیں احسان مند ہونا چاہیئے۔

میرا فیصلہ | حقیقت میں یہ باتیں معقول معلوم ہوئیں اور میں نے حکم دے دیا کہ جن لوگوں نے ہمارا ساتھ دیا تھا۔ وہ اپنا مال پہچان کر لے لیں۔

فیصلے کے بُرے نتیجے | یہ فیصلہ اگرچہ ٹھیک تھا اور بے وجہ نہ تھا۔ پھر بھی ذرا جلدی ہوئی۔ ملک گیری اور ملک داری کے سلسلے میں بعض کام بظاہر معقول اور مناسب معلوم ہوتے ہیں۔ پھر بھی ہر کام کے لئے لاکھ طرح کی اونچ نیچ دیکھنی واجب ہے۔ میں نے جو بے سوچے سمجھے یہ حکم دے دیا۔ اس سے بڑے فتنے پیدا ہوئے۔ یہی وہ حکم تھا جس کے سبب ہمیں اندجان سے دوبارہ نکلنا پڑا۔ اسی کی وجہ سے مغلوں کو اندیشے پیدا ہوئے۔ اور وہ رباطک اور چلپی سے جس کو دوآبہ بھی کہتے ہیں اور کند کی طرف چل دیئے۔ اور تنبل کے پاس آدمی دوڑائے اور اُسے خبر بھیجی۔

مغلوں کی بغاوت | میری والدہ کے پاس تقریباً دو ڈیڑھ ہزار مغل تھے۔ ان کے علاوہ حصار سے حمزہ سلطان،

مہدی سلطان اور محمد دغلت کے ساتھی مغل بھی آ گئے۔ ان کی تعداد بھی تقریباً اتنی ہی تھی۔

مغلوں نے ہمیشہ بغاوتیں اور برائیاں کی ہیں۔ آج تک پانچ دفعہ تو مجھ ہی سے بغاوت کر چکے ہیں۔ اس کا سبب یہ نہ تھا کہ وہ مجھ کو غیر سمجھتے تھے۔ بلکہ وہ اپنے سرداروں کے ساتھ بھی ایسا ہی کرتے رہے ہیں۔

سلطان قلی چناق

سلطان قلی چناق نے مجھے مغلوں کی اس بغاوت کی خبر پہنچائی۔ یہ وہ آدمی ہے۔ جس کے باپ خدا بیروی توفاق کے ساتھ میں نے مغلوں میں سب سے زیادہ سلوک کئے تھے۔ اب وہ مر چکا تھا۔ سلطان قلی خود بھی مغلوں کے ساتھ تھا۔ اس نے بڑا کام کیا۔ کہ اپنی قوم اور گروہ سے جدا ہو کر مجھے یہ خبر پہنچائی۔

اس موقع پر اگرچہ اس نے کام دیا۔ لیکن آخر میں اس نے ایسی ایسی برائیاں کیں۔ کہ ایسی سو خدمتیں بھی ہوں تو بےکار جائیں۔ تفصیل آگے بیان کروں گا۔ اس نے جو برائیاں کیں۔ وہ اس کے مغل ہونے کا نتیجہ تھیں۔

صلاح مشورے

اس خبر کے ملتے ہی امراء کو جمع کیا اور صلاح کی۔ سب نے یہی عرض کیا۔ کہ یہ معمولی سا کام ہے۔ حضور کے ساتھ چلنے کی ضرورت نہیں۔ قاسم بیگ کو امراء اور لشکر کا سردار بنایئے۔ وہ سب کو لے جائے۔ چناں چہ یہی بات قرار پا گئی۔

تنبل نے مغلوں کو مدد دی

اس کام کو آسان سمجھا۔ یہ غلطی ہوئی۔

قاسم بیگ اسی روز اپنے لشکر اور امراء کے ساتھ روانہ ہوا۔ یہ سب راستے ہی میں تھے اور منزل پر پہنچنے نہ پائے تھے کہ تنبل مغلوں سے جا ملا۔

تنبل نے شکست دی

اسی رات کی صبح کو یاسی کی چت کے گھاٹ سے دریائے ایلامیش کے پار ہوتے ہی آمنا سامنا ہو گیا۔ زبردست لڑائی ہوئی۔ قاسم بیگ نے سلطان محمد ارغون کا مقابلہ کیا۔ اور دو تین دفعہ پے در پے ایسی تلواریں ماریں۔ کہ اس کو سر اٹھانے کا موقع نہ دیا۔ میرے اور بہت سے جوانوں نے بھی مقابلہ کیا۔ اور خوب لڑے۔ لیکن آخر کار شکست کھائی۔

بچ کر آنے والے

قاسم بیگ، علی دوست طغائی، ابراہیم سارد، ویس لاغری، بیری قرا اور امراء اور مقربین میں سے تین چار اور آدمی بچ کر نکل آئے

وہ جو گرفتار ہوئے

امراء وغیرہ کی اکثریت پکڑی گئی۔ علی درویش بیگ، میرم لاغری، توقہ بیگ، طغائی

بیگ، علی دوست، میر شاہ قوچین اور میرم دیوانہ وغیرہ پکڑے گئے۔

صمد اور شہسوار کا معرکہ | اس معرکہ میں دو نوجوان خوب لڑے۔ ہماری طرف سے ابراہیم سارو کے چھوٹے بھائیوں میں سے صمد اور ادھر سے حصاری مغلوں میں سے شہسوار نامی جوان کا آمنا سامنا ہوا شہسوار نے ایسی تلوار ماری کہ صمد کے خود کو کاٹتی ہوئی سر میں اتر گئی۔

اس زخم کے باوجود صمد نے ایسا ہاتھ مارا کہ اس کی تلوار شہسوار کے سر میں سے ہتھیلی کے برابر ہڈی کا ٹکڑا کاٹتی ہوئی نکل گئی۔

شہسوار کے سر پر خود نہ تھا۔ لیکن اس کے سر کا زخم اچھی طرح باندھ دیا گیا اس لئے وہ اچھا ہو گیا۔ ادھر کوئی نہ تھا جو صمد کی خبر لیتا۔ وہ تین چار دن بعد اسی زخم سے مر گیا اور مصیبتوں سے بچ گیا۔

بے ڈھب شکست | ملک لیتے ہی یہ عجیب اور بے ڈھب شکست ہوئی۔

قنبر علی فعل | ہمارے ہاں قنبر علی فعل رکن اعظم تھا۔ میں نے جب اندجان فتح کیا تو وہ اپنے وطن چلا گیا تھا۔

تنبل اندجان پر چڑھا | اس نازک موقع پر تنبل جہانگیر مرزا کو ساتھ لئے ہوئے آدھمکا۔ وہ اندجان سے دو میل کے فاصلے پر ایک سبزہ زار میں جو پشتۂ عیش کے سامنے ہے آن ٹھیرے۔

چل دختران سے پشتۂ عیش تک | وہ دو ایک دفعہ تیار ہو کر چل دختران سے پشتۂ عیش کے دامن تک آئے۔ ہمارے جوان بھی محلات اور باغات سے تیار ہو کر نکلے۔ لیکن دشمن آگے نہ آیا۔ پشتۂ عیش کے دامن ہی سے الٹا پھر گیا۔

میرم لاغری اور توقد کا قتل | جن دنوں انھوں نے اندجان پر چڑھائی کی۔ اسی زمانے میں انھوں نے ہمارے گرفتار شدہ آدمیوں میں سے میرم لاغری اور توقد کو قتل کر ڈالا۔

تنبل نے اوش چھین لیا | تقریباً مہینہ بھر تک دشمن وہاں پڑا رہا۔ لیکن کچھ بگاڑ نہ سکا آخر وہ سب اوش چلے گئے۔ میں نے اوش ابراہیم سارو کو دے دیا تھا۔ اس وقت وہاں اس کا کوئی آدمی نہ تھا۔ اس لئے دشمنوں نے اس پر قبضہ کر لیا۔

# ۹۰۵ھ کے واقعات[1]

**باقاعدہ جنگ کی تیاریاں** | اپنے ملک میں سواروں اور پیادوں کی جتنی فوج تھی۔ اس کو بلانے کے لئے ہرکارے بھیجے اور طلب پہنچنے کی تاکید کی۔

قنبر علی کے پاس اور لشکر میں سے جو سپاہی اپنے اپنے وطن چلے گئے تھے۔ ان کے پاس خاص طور سے ہرکارے دوڑائے۔

تورا، سیڑھیاں، پھاوڑے، کلہاڑیاں اور لشکر کا دیگر سامان مہیا کرنے کے لئے آدمی مقرر کئے۔

چاروں طرف سے جو سپاہی، سوار اور پیادے آتے رہے۔ انہیں یکجا ٹھیرایا گیا۔ جتنے نوکر اور سپاہی اِدھر اُدھر انتظام کے لئے چلے گئے تھے۔ ان کو بھی جمع کیا۔

**چار باغ** | اٹھارویں[2] محرم کو خدا پر توکل کر کے حافظ بیگ کے چار باغ کی طرف روانہ ہوا دو ایک روز چار باغ میں رہ کر جتنا اسبابِ حرب وضرب باقی رہ گیا تھا۔ اس کو تیار کیا۔ اور لڑائی کی صفیں دائیں بائیں اور لشکر کے بیچ میں اور لشکر کے آگے سوار اور پیادوں سے ترتیب دے کر اوش چلا۔

**لات کند** | اوش کے قریب پہنچے تو دشمن اوش کے آس پاس نہ ٹھیر سکے اور رباط سرہنگ[3] میں بھاگ گئے جو اوش کے شمال میں ہے۔

ہم اس رات لات کند میں ٹھیرے۔ صبح اوش سے چلتے وقت خبر ملی کہ دشمن اندجان چلا گیا۔

**اور کند کو لوٹنے کا ارادہ** | ہم اور کند چلے۔ اور فوج کا ایک دستہ اور کند کو لوٹنے کے لئے اپنے سے آگے بھیجا۔

**اندجان پر تنبل کا ناکام حملہ** | دشمن جو اندجان گیا۔ تو راتوں رات خندق میں جا پہنچا۔ لیکن جب فصیل پر سیڑھیاں لگانی چاہیں تو شہر والے ہوشیار ہوگئے۔ اور حملہ آور کچھ نہ بگاڑ سکے۔ ناکام اُلٹے پھرے

**بے فائدہ لوٹ** | ہم سے آگے فوج کا جو دستہ گیا تھا۔ اس نے اور کند کے آس پاس کے علاقے کو لوٹا ـــ مگر کچھ ہاتھ نہ آیا۔

---

[1] مطابق ۸ راگست ۱۴۹۹ء [2] مطابق ۲۵ راگست ۱۴۹۹ء [3] رباط سرہنگ اور حینی